ظہار اور روزہ توڑنے میں کفارہ بالصوم

﴿ حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب ﴾

بِسْمِ اللّٰہِ حَامِدًا وَّمُصَلِّیًا

مضمون کا مقصد :

وَکَفَّرَ کَکَفَّارَةِ الْمُظَاهِرِ الثَّابِتَةِ بِالْکِتَابِ وَاَمَّا هٰذِهٖ فَبِالسُّنَّةِ (تنویر مع الدُّر) (قوله وَکَفَّرَ) اَیْ مِثْلَهَا فِی التَّرْتِیْبِ فَیَعْتِقُ اَوَّلًا. فَاِنْ لَّمْ یَجِدْ صَامَ شَهْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ اَطْعَمَ سِتِّیْنَ مِسْکِیْنًا لِحَدِیْثِ الْاِعْرَابِیِّ الْمَعْرُوْفِ فِی الْکُتُبِ السُّنَّةِ . (ردُّالمحتار ص ۱۱۹ ج۲)

فَاِنْ عَجَزَ عَنِ الصَّوْمِ لِمَرَضٍ لَایُرْجٰی بُرْؤُهٗ اَوْ کِبَرٍ اَطْعَمَ اَیْ ملك سِتِّیْنَ مِسْکِیْنًا. (دُرمختار، کفارة الظهار) فَلَوْ بَرِئَ وَجَبَ الصَّوْمُ .

فقہ وفتاوٰی کی کتابوں کے اِن حوالوں سے معلوم ہوا کہ کفارہ میں روزہ رکھنا ہی متعین ہے الا یہ کہ آدمی کو بڑھاپے کی وجہ سے یا نا قابلِ علاج مرض کی وجہ سے روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو بلکہ اِن کتابوں میں تو یہاں تک ہے کہ اگر مذکورہ مریض بعد میں کبھی ٹھیک ہوجائے تو اُس کا اِطعام کالعدم ہوجائے گا اور روزہ رکھنا واجب ہوگا جیسا کہ (رَدالمحتار ص۶۳۲ ج۲) میں ہے فَلَوْ بَرِئَ وَجَبَ الصَّوْمُ . اور اِسی طرح بہشتی زیور میں لکھا ہے کہ ''لیکن اگر بعد میں صحت وتندرستی حاصل ہوجائے تو روزے رکھنے پڑیں گے۔''

ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ ظہار توڑنے کے اور روزہ توڑنے کے کفارہ میں روزہ رکھنے کی طاقت و اِستطاعت سے کیا مراد ہے؟ کیا اِس سے (۱) وہ صحت وتندرُستی مراد ہے جو عمر بھر میں جب بھی حاصل ہوجائے اور اُس میں اِن عوارض کا لحاظ نہ کیا جائے جو روزہ رکھنے میں مشقت کے موجب ہیں یا (۲) وہ صحت و تندرُستی مراد ہے جو خاص اَدائیگی کے وقت ہو یا (۳) وہ صحت وتندرُستی مراد ہے جس میں مشقت کے موجب عوارض نہ ہوں مثلاً شدتِ شہوت، بھوک کی عدم برداشت اور روزے کا طبیعت پر گراں ہونا یا دُوسرے لفظوں میں روزے کی عادت نہ ہونا۔

روزے کی اِستطاعت اُس وقت ہے جب مشقت کے موجب عوارض نہ ہوں اور اِستطاعت میں اَدائیگی کے وقت کا اِعتبار ہے :

ہم نے دلائل پر جتنا غور کیا ہے اُس سے ہمارے سامنے یہ بات آئی ہے کہ دو مہینے متواتر روزے رکھنے کی استطاعت میں ادائیگی کے وقت کا بھی اعتبار ہے اور مشقت کے موجب عوارض کا بھی اعتبار ہے اور کفارہ میں متواتر ساٹھ روزے رکھنے کی اِستطاعت اُس وقت کہلائے گی جب ادائیگی کے وقت صحت و تندرُستی بھی ہو اور مشقت کے موجب عوارض بھی نہ ہوں۔

دیکھیے ایک صحابی نے اِس وجہ سے کہ کہیں رمضان میں اپنا روزہ نہ توڑ بیٹھیں اپنی بیوی سے ظہار کر لیا لیکن پھر ایک رات اُن سے صبر نہ ہوسکا اور بیوی سے صحبت کر بیٹھے۔ پھر آکر رسول اللہ ﷺ کو خبر دی۔ آپ نے جب اِن کو کفارے میں متواتر ساٹھ روزے رکھنے کو کہا تو اُنہوں نے جواب دیا کہ ھَلْ اَصَبْتُ الَّذِیْ اَصَبْتُ اِلَّا مِنَ الصِّیَامِ اور اِس طرح اپنی شدتِ شہوت کی طرف اِشارہ کیا جس کا بیان حدیث کے شروع میں ہوا ہے کہ کُنْتُ امْرَأً اُصِیْبُ مِنَ النِّسَاءِ مَالَایُصِیْبُ غَیْرِیْ. (ابوداؤد. باب فی الظھار) اور بتایا کہ اِن میں شدتِ شہوت کی وجہ سے متواتر روزے رکھنے کی اِستطاعت نہیں ہے۔ اِس جواب پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا فَاَطْعِمْ وَسَقًا مِّنْ تَمْرٍ بَیْنَ سِتِّیْنَ مِسْکِیْنًا.

آپ ﷺ نے نہ تو اِن سے یہ فرمایا کہ ابھی تو صدقہ دے دو پھر بعد میں کبھی عمر بھر میں شہوت کی شدت ٹوٹ جائے تو متواتر ساٹھ روزے رکھنا اور نہ ہی یہ فرمایا کہ تم صحت مند و تندرُست ہو اور تم میں روزے رکھنے کی اِستطاعت ہے لہٰذا تم کو روزے ہی رکھنے ہوں گے۔ غرض آپ ﷺ نے ایک تو اَدائیگی کے وقت اِستطاعت کے ہونے نہ ہونے کا اِعتبار کیا اور دُوسرے محض صحت و تندرُستی کو کافی نہ سمجھا بلکہ شدتِ شہوت کی موجودگی کا بھی اِعتبار کیا۔

علامہ عبدالعزیز بخاری رحمہ اللہ اُصولِ بزدوی پر اپنی شرح (کشف الاسرار ص ۲۰۶ ج ۱) میں لکھتے ہیں :

یَعْنِیْ کَمَا اَنَّ الْمُعْتَبَرَ اَلْعَجْزُ الْحَالِیْ فِیْمَا ذَکَرْنَا فَکَذٰلِکَ ھُوَ الْمُعْتَبَرُ فِیْ جَمِیْعِ الْکَفَّارَاتِ فِیْ نَقْلِ الْحُکْمِ عَنْ وَّاجِبٍ اِلٰی مَابَعْدَہٗ مِثْلَ کَفَّارَۃِ

اَلظِّھَارِ وَالصَّوْمِ وَالْقَتْلِ فَلْیُعْتَبَر فِیْ جَمِیْعِھَا اَلْعَجْزُ الْحَالِیْ فِیْ نَقْلِ الْحُکْمِ عَنِ الرَّقَبَۃِ اِلَی الصَّوْمِ وَکَذٰلِکَ فِی النَّقْلِ عَنِ الصَّوْمِ اِلَی الْاِطْعَامِ فِیْ کَفَّارَۃِ الصَّوْمِ وَالظِّھَارِ حَتّٰی لَوْمَرِضَ اَیَّامًا کَفَّرَ بِالْاِطْعَامِ جَازَ وَاِنْ قَدَرَ عَلَی الصَّوْمِ بَعْدُ .

یعنی جیسے موجودہ عجز اِس مذکور میں معتبر ہے اِسی طرح وہ تمام کفاروں میں بھی معتبر ہے اور حکم ایک واجب سے اگلے واجب کی طرف منتقل ہو جاتا ہے مثلاً کفارہ ظہار اور کفارہ صوم اور کفارہ قتل اِن سب میں غلام آزاد کرنے سے روزے رکھنے کی طرف حکم کے منتقل ہونے میں موجودہ عجز ہی کا اعتبار ہونا چاہیے۔ اور اِسی طرح کفارہ ظہار اور کفارہ صوم میں روزے رکھنے سے کھانا کھلانے کی طرف حکم کے منتقل ہونے میں موجودہ عجز ہی کا اِعتبار ہونا چاہیے اِس لیے اگر کوئی شخص چند ایام بیمار رہا اور اُس دوران اُس نے کھانا کھلا دیا تو جائز ہے اگرچہ بعد میں اُس کو روزے رکھنے کی قدرت حاصل ہو جائے۔

روزہ توڑنے سے متعلق حدیث میں جو واقعات ذکر ہوئے ہیں اُن میں سے ایک میں ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے صاحبِ قصہ سے پوچھا فَھَلْ تَسْتَطِیْعُ اَنْ تَصُوْمَ شَھْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ یا اُن سے فرمایا صُمْ شَھْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ تو اُنہوں نے فوراً یہ جواب دیا کہ لَااَسْتَطِیْعُ یا لَااَقْدِرُ یعنی مجھے متواتر دو مہینے کے روزے رکھنے کی طاقت و اِستطاعت نہیں ہے اور رسول اللہ ﷺ نے بلا کسی پس و پیش کے اِن کی بات کو قبول فرمالیا اور اُن کو اگلی شق یعنی اِطعام کا حکم دیا حالانکہ وہ صاحبِ تندرُست و توانا تھے کہ رمضان کے روزے بھی رَکھ رہے تھے اور پھر روزے ہی کی حالت میں جماع کیا تھا۔ اِس قصّہ میں شدتِ شہوت کا مسئلہ بھی نہیں تھا کیونکہ ظہار کے کفارہ کے برعکس وہ اپنے کفارہ میں روزوں کی اَدائیگی کے ساتھ ساتھ رات کو بیوی سے صحبت کر سکتے تھے۔

اَب سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایک تندرُست و توانا آدمی جس میں شدتِ شہوت کا مسئلہ بھی نہیں تھا اُس کے عدمِ اِستطاعت اور عدمِ قدرت کے دعوے کو کس عارض کی وجہ سے قبول کیا گیا؟

اِس بارے میں جو جامع بات سمجھ میں آتی ہے وہ یہ ہے کہ آیت اور حدیث میں اِستطاعت سے

مراد وہ اِستطاعت ہے جو مشقت کے موجب عوارض سے خالی ہو اور یہ عوارض بہت سے ہو سکتے ہیں۔
مولانا مفتی شفیع رحمہ اللہ بھی اَحکام القرآن میں لکھتے ہیں :

یَدْخُلُ فِیْ مَنْ لَّا یَسْتَطِیْعُ اَصْلَ الصِّیَامِ اَوْلَایَسْتَطِیْعُ تَتَابُعَہٗ بِسَبَبٍ مِّنَ الْاَسْبَابِ کَکِبْرٍ اَوْ مَرَضٍ لَایُرْجٰی زَوَالُہٗ اَوْ فَرْطُ شَھْوَۃٍ لَایَصْبِرُ بِھَا عَنِ الْجِمَاعِ کَمَا یُؤَیِّدُہُ الْحَدِیْثُ الْوَارِدُ فِیْ ذٰلِکَ.(احکام القرآن ص ۱۹ جزء ۵)

روزہ رکھنے کی اِستطاعت نہ رکھنے والوں میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو سرے سے روزہ نہیں رَکھ سکتے یا متواتر روزے نہیں رَکھ سکتے خواہ کوئی بھی سبب ہو مثلاً بڑھاپا یا لازوال مرض یا شدتِ شہوت ،جس کی وجہ سے جماع کے بغیر نہیں رہ سکتا جیسا کہ اِس کی تائید اِس حدیث سے ہوتی ہے جو اِس بارے میں وارِد ہوئی ہے۔

i- شدتِ شہوت جس کا بیان اُوپر ظہار کی حدیث میں گزرا۔

ii- شدتِ جوع جیسا کہ ابوحیان کی ذکرکردہ ایک حدیث میں مذکور ہے۔

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ فَھَلْ تَسْتَطِیْعُ اَنْ تَصُوْمَ شَھْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ فَقَالَ وَاللّٰہِ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ اِذَا لَمْ آکُلْ فِی الْیَوْمِ وَاللَّیْلَۃِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ کَلَّ بَصَرِیْ وَخَشِیْتُ اَنْ تَعْشُوَ عَیْنِیْ . (رُوح المعانی ص ۱۵ جزء ۲۸)

رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کیا تم متواتر دو مہینے کے روزے رکھنے کی طاقت رکھتے ہو؟ اُنہوں نے جواب دیا کہ واللہ یارسول اللہ اگر میں دن رات میں تین مرتبہ کھانا نہ کھاؤں تو میری آنکھیں پتھرا جاتی ہیں اور مجھے ڈر ہوتا ہے کہ کہیں میری آنکھیں بھینگی نہ ہو جائیں۔

iii- پان، تمباکو، سگریٹ اور چائے کی پختہ عادت۔

iv- کوئی پیشہ ایسا ہو جس کے ساتھ روزے رکھنا بہت مشکل ہو۔

v- موسم بہت گرم ہو اور آدمی میں روزے کے ساتھ موسم کی برداشت نہ ہو۔

vi- روزے کا طبیعت پر زیادہ گراں ہونا۔

آخری چار عوارض کا بیان یہ ہے کہ اُوپر روزہ توڑنے والے کے قصّہ میں روزوں کی اِستطاعت کے نہ ہونے کی کوئی وجہ نہیں بتائی۔ لہٰذا اِس میں ہر ایسے عارضہ کا اِحتمال ہے جو موجبِ مشقت ہو۔ پھر ہم دیکھتے ہیں کہ بعض لوگ خوشی خوشی روزے کی مشقت کو برداشت کرتے ہیں اور بہت سے نفلی روزے رَکھ لیتے ہیں اور آخرت میں باب الریان سے بلائے جانے کے حق دار ہوں گے جبکہ بعض ایسے ہوتے ہیں جو فرض روزوں کے علاوہ نفلی روزے شاذ و نادر ہی رکھتے ہیں اور روزوں میں بہت گرانی محسوس کرتے ہیں۔ اُن لوگوں کے لیے متواتر ساٹھ روزے رکھنا تو سخت مشقت کی بات ہے۔

خصوصیت کا دعوٰی اور اُس کا جواب :

ہماری بات کے برعکس عام طور سے یہ کہا جاتا ہے کہ ظہار کے قصّہ میں بھی اور روزہ توڑنے کے قصّہ میں بھی صاحبِ قصّہ کو خصوصی رعایت دی گئی تھی۔ ہم کہتے ہیں کہ اِن قصّوں میں دو باتیں مذکور ہیں :

i- صاحبِ قصّہ کے عدمِ استطاعت کے دعوے کو قبول کرنا۔

ii- کفارہ کی کھجوریں اپنے گھر والوں کو کھلانے کو کہنا۔

پہلی بات میں خصوصیت کا دعوٰی کرنا دعوٰی بلا دلیل ہے حالانکہ خصوصیت پر کوئی دلیل و قرینہ ہونا ضروری ہے۔ اِس ضرورت کی تائید اِس عبارت سے ہوتی ہے۔

قَالَ فِیْ نَصْبِ الرَّایَةِ قَالَ الْمُنْذِرِیُّ فِیْ حَوَاشِیْهِ وَقَوْلُ الزُّهْرِیْ اِنَّمَا کَانَ هٰذَا رُخْصَةً لَّهٗ خَاصَّةً دَعْوًی لَمْ یَکُنْ عَلَیْهَا بُرْهَانٌ وَقَالَ غَیْرُهٗ اِنَّهٗ مَنْسُوْخٌ وَهُوَ اَیْضًا دَعْوًی .

''نصب الرایہ میں ہے علامہ منذری رحمہ اللہ نے اپنے حواشی میں لکھا ہے کہ امام زُہری رحمہ اللہ کا یہ کہنا کہ یہ خاص اُس شخص کے لیے رُخصت تھی دعوٰی بلا دلیل ہے۔ اور بعض نے کہا کہ وہ حکم منسوخ ہے یہ بھی نرا دعوٰی ہے۔''

دُوسری بات میں صاحبِ قصّہ کی خصوصیت مُسلَّم ہے کیونکہ کفارہ میں صدقہ غیروں کو دینا ہوتا ہے اور اُن کو اِسی کا حکم دیا گیا۔ اُن کے یہ عرض کرنے پر کہ میرے گھر والوں سے زیادہ غریب تو پورے مدینہ میں کوئی نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اچھا اپنے گھر والوں کو کھلا دو۔ یہ گفتگو خصوصیت پر قرینہ ہے اور

اِس خصوصیت کی تائید اِس سے بھی ہوتی ہے کہ اَبوداؤد میں ہے :

زَادَ الزُّهْرِيُّ وَاِنَّمَا كَانَ هٰذَا رُخْصَةً لَّهٗ خَاصَّةً . (وَحَاصِلُ مَعْنٰى هٰذَا الْقَوْلِ اِنَّهٗ لَمَّا وَجَبَ عَلَيْهِ الْكَفَّارَةُ بِاِفْسَادِ الصَّوْمِ بِالْجِمَاعِ ثُمَّ اَمَرَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَدَائِهَا بِاِعْطَاءِ الْعَرَقِ لَهٗ فَاعْتَذَرَ بِالْفَقْرِ وَالْجُوْعِ فَاَبَاحَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاِطْعَامِهٖ اَهْلَهٗ فَهٰذَا الْحُكْمُ مُخْتَصٌّ بِهٖ) فَلَوْ اَنَّ رَجُلًا فَعَلَ ذٰلِكَ (اَیْ اِفْسَادَ الصَّوْمِ) الْيَوْمَ (اَیْ بَعْدَ زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) لَمْ يَكُنْ لَّهٗ بُدٌّ مِنَ التَّكْفِيْرِ (اَیْ مِنْ اَدَاءِ الْكَفَّارَةِ . فَلَوْ اَطْعَمَ الْيَوْمَ قَدْرَ الْكَفَّارَةِ مِنَ التَّمْرِ وَغَيْرِهٖ اَهْلَهٗ لَايَكُوْنُ مُؤَدِّيًا لَّهَا بَلْ يَكُوْنُ دَيْنًا عَلَيْهِ وَيَجِبُ عَلَيْهِ اَدَائُهَا.

امام زُہری رحمہ اللہ نے جو یہ کہا کہ یہ خاص اُس شخص کے لیے رُخصت تھی تو اِس کا صحیح مطلب یہ ہے کہ جماع کر کے روزہ توڑنے سے اُس شخص پر کفارہ واجب ہوا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اُس کو حکم دیا کہ وہ تھیلے کی کھجوریں فقراء میں تقسیم کر دے لیکن جب اُس شخص نے اپنے گھر والوں کے فقر اور بھوک کا عذر پیش کیا تو آپ ﷺ نے اُس کو حکم دیا کہ اچھا یہ اپنے ہی گھر والوں کو کھلا دو تو یہ حکم (یعنی یہ کہ اپنے ہی گھر والوں کو کھلا دو) اِس کے ساتھ مختص تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ کے بعد اگر کوئی روزہ توڑے تو اُس پر کفارہ کی اَدائیگی لازم ہے۔ اگر آج کوئی کفارہ کے بقدر کھجوریں اپنے گھر والوں کو کھلا دے تو اِس سے کفارہ اَدا نہیں ہوتا بلکہ کفارہ کی اَدائیگی اُس پر باقی اور واجب رہے گی۔

مُظاہر اور مفطر صوم کے قصوں میں خصوصیت کے دعوی سے متعلق مولانا یوسف بنوری رحمہ اللہ معارف السنن میں لکھتے ہیں :

وَقَعَ فِیْ رِوَايَةٍ وَهَلْ لَقِيْتُ مَالَقِيْتُ اِلَّا مِنَ الصِّيَامِ وَهِیَ رِوَايَةُ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحَاقَ عَنِ الزُّهْرِیِّ كَمَا فِی الْعُمْدَةِ وَالْفَتْحِ رَوَاهَا الْبَزَّارُ كَمَا فِی

التَّلْخِيْصِ ...... وَيُؤَيِّدُهٗ مَا فِيْ حَدِيْثِ سَلَمَةَ بْنِ صَخْرٍ عِنْدَ اَبِيْ دَاوٗدَ فِي الْمُظَاهِرِ زَوْجَتَهٗ وَهَلْ اَصَبْتُ الَّذِيْ اَصَبْتُ اِلَّا مِنَ الصِّيَامِ ...... فَاقْتَضَتْ اَنَّ عَدَمَ اسْتِطَاعَتِهِ الصِّيَامَ لِشِدَّةِ شَبْقِهٖ وَعَدَمِ صَبْرِهٖ عَنِ الْوِقَاعِ وَهَلْ يَكُوْنُ ذٰلِكَ عُذْرًا ؟

قَالَ الشَّيْخُ فَالصَّحِيْحُ عِنْدَ الشَّافِعِيَّةِ اِنَّ ذٰلِكَ عُذْرٌ وَلَيْسَ بِعُذْرٍ عِنْدَ الْحَنَفِيَّةِ وَلَمْ يَجِبِ الْحَنَفِيَّةُ عَنْ هٰذَا الْاِشْكَالِ . قَالَ يُحْمَلُ هٰذَا عَلٰى خُصُوْصِيَّةِ هٰذَا الرَّجُلِ. قَالَ وَاَخَذْتُ هٰذَا مِنْ اَنَّ كُلَّ فَرِيْقٍ مِّنَ الْحَنَفِيَّةِ وَالشَّافِعِيَّةِ مُضْطَرُّوْنَ اِلٰى دَعْوَى الْخُصُوْصِيَّةِ. فَاضْطَرَّ الشَّافِعِيَّةُ اِلَيْهَا فِيْ اِجْرَاءِ الْكَفَّارَةِ بِاَدَاءِ الطَّعَامِ اِلٰى اَهْلِهٖ فِيْ وَجْهٍ عِنْدَهُمْ خُصُوْصِيَّةٌ لِذٰلِكَ الرَّجُلِ وَلَا تَتَاَدَّى الْكَفَّارَةُ بِمِثْلِ هٰذَا عِنْدَ بَعْضِهِمْ وَاَنَّ الْكَفَّارَةَ دَيْنٌ عَلٰى ذِمَّتِهٖ يُؤَخَّرُ اِلٰى حِيْنِ قُدْرَتِهٖ .

فَاِذَا جَازَ لَهُمْ اِدِّعَاءُ الْخُصُوْصِيَّةِ فِيْ مَسْأَلَةٍ جَازَلَنَا اِدِّعَاؤُهَا فِيْ مَسْأَلَةٍ اُخْرٰى وَهِيَ الْعُدُوْلُ عَنِ الصِّيَامِ اِلَى الْاِطْعَامِ لِشِدَّةِ شَبْقِهٖ وَعَدَمِ صَبْرِهٖ عَنِ الْجِمَاعِ. نَعَمْ اِنَّ اِدِّعَاءَ الْخُصُوْصِيَّةِ لَيْسَ لَهٗ ضَابِطَةٌ مُّعَيَّنَةٌ وَاِنَّمَا يُعْرَفُ ذٰلِكَ بِالذَّوْقِ السَّلِيْمِ . وَمِنَ الْخُصُوْصِيَّةِ جَوَازُ تَضْحِيَةِ اَبِيْ بُرْدَةَ بْنِ النِّيَارِ بِالْجَذْعِ حِيْنَ اَمَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ لَا تَجْزِئُ عَنْ اَحَدٍ بَعْدَكَ . (رواه البخارى فى صحيحيه فى الاضاحى.

(معارف السنن ص ۳۹۸. ۳۹۶ ج۵)

ایک روایت کے یہ الفاظ کہ هَلْ لَقِيْتُ مَالَقِيْتُ اِلاَّ مِنَ الصِّيَامِ اور دُوسری روایت کے الفاظ هَلْ اَصَبْتُ الَّذِيْ اَصَبْتُ اِلَّامِنَ الصِّيَامِ (یعنی جو کچھ مجھ سے ہوا روزہ رکھنے کی وجہ سے ہوا)۔ اِن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اُس کے روزہ رکھنے کی عدمِ استطاعت اُس کی شہوت کی شدت اور جماع سے صبر نہ کرسکنے کی وجہ سے تھی۔ تو

کیا شدتِ شہوت بھی عذر ہے؟

مولانا انور شاہ رحمہ اللہ نے کہا کہ صحیح بات یہ ہے کہ شوافع کے یہاں یہ عذر ہے حنفیہ کے یہاں نہیں ہے لیکن حنفیہ نے اِس اشکال کا کوئی جواب بھی نہیں دیا۔ مولانا نے کہا کہ یہ بھی اُس شخص کی خصوصیت پر محمول ہے۔ اور کہتے ہیں کہ میں نے یہ بات اِس وجہ سے کہی ہے کہ حنفیہ اور شوافع دونوں ہی خصوصیت کا دعوی کرنے پر مجبور ہیں۔ بعض شوافع کہتے ہیں کہ اُس شخص کی خصوصیت اِس میں تھی کہ وہ کفارہ کی کھجوریں اپنے ہی گھر والوں کو کھلا دے جبکہ بعض کہتے ہیں کہ اُس شخص پر کفارہ کی ادائیگی باقی رہی اگرچہ قدرت ہونے تک مؤخر ہوئی۔

تو جب ایک مسئلہ میں شوافع کے لیے خصوصیت کا دعوی کرنا جائز ہے تو دُوسرے مسئلہ میں یعنی کفارہ کے روزوں کے بجائے کھانا کھلانے میں ہمارے لیے خصوصیت کا دعوٰی کرنا جائز ہے۔ خصوصیت کے دعوے کے لیے کوئی ضابطہ متعین نہیں ہے اِس کو صرف ذوقِ سلیم سے پہچانا جاسکتا ہے۔ اور خصوصیت کی ایک مثال حضرت ابو بُردہؓ کے لیے بھیڑ کے (چھ ماہ سے کم عمر کے) بچے کی قربانی کا جواز ہے۔ جب نبی ﷺ نے اُن کو اِس کی قربانی کا حکم دیا اور فرمایا کہ تمہارے بعد کسی اور کے لیے یہ کفایت نہ کرے گا۔

یہاں مولانا بنوریؒ مولانا انور شاہ کشمیریؒ سے یہ نقل کرتے ہیں کہ مذکور قصوں میں دو باتیں ہیں :

دُوسری بات یعنی کفارہ کی کھجوریں اپنے گھر والوں کو کھلانے کے حکم میں صاحبِ قصہ کی خصوصیت تھی۔ شافعیہ نے اِس خصوصیت کا قول کیا ہے۔ مولانا کشمیری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ پہلی بات یعنی تندرست و توانا صاحبِ قصہ سے عدمِ استطاعت صوم کے قول کو قبول کر کے صدقہ کا حکم کرنا اِس کے بارے میں حنفیہ نے کچھ کلام نہیں کیا۔ لیکن خود مولانا رحمہ اللہ یہ جواب دیتے ہیں کہ شافعیہ جب دُوسری بات میں خصوصیت کا قول کرتے ہیں تو ہم حنفیہ پہلی بات میں (بھی) خصوصیت کا قول کرتے ہیں اور اِس میں مولانا کشمیری رحمہ اللہ مدار ذوقِ سلیم کو بناتے ہیں۔

اِس کلام پر ہمارا تبصرہ :

1- مولانا کشمیری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اِنَّ ادِّعَاءَ الْخُصُوْصِیَّةِ لَیْسَ لَهٗ ضَابِطَةٌ مُّعَیَّنَةٌ وَاِنَّمَا یُعْرَفُ ذٰلِكَ بِالذَّوْقِ السَّلِیْمِ یعنی خصوصیت کے لیے کوئی متعین ضابطہ نہیں ہے جس سے خصوصیت کی پہچان ہو سکے۔ اِس کو تو صرف ذوقِ سلیم سے پہچانا جا سکتا ہے۔

ہم کہتے ہیں مولانا رحمہ اللہ کی اِس بات سے اتفاق کرنا مشکل ہے۔ خصوصیت کو محض ذوقِ سلیم کی بنیاد پر ثابت نہیں مانا جا سکتا بلکہ اِس کے لیے قرائن و دلائل کا ہونا ضروری ہے جیسا کہ اُوپر علامہ منذری ؒ کے حوالہ سے بھی ذکر ہوا۔ پھر خود مولانا رحمہ اللہ نے حضرت ابو بردہؓ کی خصوصیت کی جو مثال ذکر کی ہے اُسی کے ساتھ حدیث میں خصوصیت پر دلالت کرنے والے الفاظ بھی ہیں کہ وَقَالَ لَا تَجْزِیُٔ عَنْ اَحَدٍ بَعْدَكَ (کہ تمہارے بعد یہ کسی اور کو کفایت نہ کرے گا)۔

ظاہری دلیل وقرینہ نہ ہونے کی صورت میں حکم کو صرف اُس وقت خصوصیت پر محمول کیا جا سکتا ہے جب اِس کی کوئی اور توجیہ ممکن نہ ہو اور جب کوئی اور توجیہ ممکن ہو تو خصوصیت پر محمول کرنا خلافِ اصل ہے۔

۞ ۞ ۞

درسِ حدیث

حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب (مہتمم جامعہ مدنیہ جدید) ہر انگریزی مہینے کے دُوسرے ہفتہ کو بعد از نمازِ عصر 5:30 بمقام X-35 فیز III ڈیفنس ہاؤسنگ سوسائٹی لاہور میں مستورات کو حدیث شریف کا درس دیتے ہیں۔ خواتین کو شرکت کی عام دعوت ہے۔

رابطہ نمبر : 0333 - 4300199 - 042 - 7726702

نوٹ : سفر کے درپیش ہونے کی بناء پر درس نہیں ہو سکے گا لہٰذا کسی بھی غیر متوقع زحمت سے بچنے کے لیے مقررہ تاریخ سے ایک دن پہلے خواتین فون پر رابطہ کر کے درس حدیث کے انعقاد کی ضرور تصدیق کر لیا کریں۔ شکریہ